مواعظِ اختر نمبر ۳۰

نشۂ معصیت کا فریب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظ اختر
نمبر ۳۰

نشۂ معصیت کا فریب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: نشۂ معصیت کا فریب

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: جمعرات، ۶ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ، مطابق ۱۷ نومبر ۱۹۸۸ء

مقام: مسجد اشرف گلشن اقبال کراچی

موضوع: تصوف کی حقیقت، ملفوظات

مرتب: حضرت اقدس سیّد عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص و خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر

ملفوظات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نشۂ معصیت کا فریب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ○

(سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۲۳)

ایک پہلو ہے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا اور ایک پہلو ہے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے کا، اگر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے نہیں بچتا تو یہ ناقص رہے گا بلکہ خطرہ ہے کہ اس کو محبت سے بھی معزول کر دیا جائے، یہ محبت کے جو کام کر رہا ہے، دین کی جو خدمت کر رہا ہے خطرہ ہے کہ ان خدمات سے اس کو محروم کر دیا جائے، محبوب نے ایک آدمی سے دس کام کرنے کو کہے، وہ دس کے دس کام کر رہا ہے اور دس باتوں سے اس کو منع بھی کیا لیکن وہ اس میں سے ہر ایک میں حصہ لیتا ہے یا کم سے کم دو تین باتوں میں نافرمانی کرتا ہے تو محبوب کہتا ہے کہ دیکھو! تم دس کاموں میں تو میرے حکم کو بجالاتے ہو لیکن جن دس باتوں سے میں نے منع کیا تھا ان میں سات سے تو تم بچتے ہو لیکن تین باتوں میں تم میری نافرمانی کرتے ہو، تم سے میرا دل دُکھ گیا لہٰذا تم گیٹ آؤٹ ہو جاؤ یعنی یہاں سے چلے جاؤ، پھر وہ دس کام بھی قبول نہیں سمجھے جائیں گے۔ اسی لئے دوسری خانقاہوں میں تو وظیفوں پر زیادہ زور ہے جبکہ ہمارے بزرگوں کی خانقاہوں میں گناہ سے بچنے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

تقوٰی کی حقیقت

اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں مسلمانوں کی مدد فرمائی بدر ایک کنواں تھا اس کے نام سے پوری بستی مشہور ہوگئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝﴾

(سورۃ اٰلِ عمران، آیت: ۱۲۳)

اللہ تعالیٰ نے بدر کے مقام پر تمہاری نصرت کی۔ حالانکہ تم ذلیل کمزور اور بے کس تھے تو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تقوٰی اختیار کرو۔ تقوٰی کا مفہوم ہے اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب یعنی جس بات سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں اس کو کرلو اور جس بات سے ناخوش ہوں اسے نہ کرو، اگر کبھی لغزش ہو جائے، نفس غالب ہوجائے تو اللہ نے استغفار اور توبہ کی راہ رکھی ہے تاکہ اس گناہ پر ندامت اور استغفار و توبہ سے اس کی تلافی کرلو اور عزم کرلو کہ اب ایسا نہیں کریں گے۔ اگر توبہ بار بار ٹوٹتی ہے تو تجزیہ کرو کہ بار بار ٹوٹنے کی وجہ کیا ہے؟ کوئی میٹرک کے امتحان میں دس سال سے فیل ہو رہا ہے تو معلوم ہوا وہ کسی ٹیڈی کے ساتھ رہتا ہے، جو کچھ یاد کرتا ہے وہ ٹیڈی اس کو بھلا دیتی ہے، وہ تو ریڈی رہتا ہے اور اسٹڈی بھی کرتا ہے مگر ایک ٹیڈی کے ساتھ رہتا ہے جس سے اس کے دل و دماغ سب ماؤف ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بار بار فیل ہو تو اس کو سوچنا چاہیئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ اسبابِ معصیت کے قریب رہتا ہے، بد پرہیزی کرتا ہے اسی لیے اس کی پیچش اچھی نہیں ہو رہی ہے، کھچڑی بھی کھاتا ہے، پرہیز بھی کرتا ہے اور ساتھ ساتھ زبردست قسم کا کیپسول بھی لے رہا ہے لیکن اگر پھر بھی پیچش جاتی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا نفس ابھی بھی چوہے کو دیکھ کر میاؤں کرتا ہے، یہ کہیں نہ کہیں بد پرہیزی کرتا ہے جس کی وجہ سے نفس

میں شدت آجاتی ہے، اس بد پرہیزی سے استغفار وتوبہ کرنا اور اپنے کو دور رکھنا واجب ہے، اگر خود دور نہ ہوسکے تو جو اسباب ہیں ان سے گذارش کرے کہ بھئی! آپ ہم سے دور رہیے، میری روح میں علوم بھرے ہوئے ہیں اور معرفت کا دودھ بھرا ہوا ہے لیکن میرے ساتھ ایک نفس بھی رہتا ہے، اس لئے آپ میرے قریب نہ ہوں ممکن ہے کہ نفس کا سانپ تمہیں ڈس لے، آپ دور دور سے مجمع میں بیٹھ کر میرا دودھ پیجیے لیکن تنہائیوں میں مجھ سے نہ ملئے، اگر کوئی حسین صورت ہے جیسے کوئی سولہ سترہ سال کا حسین لڑکا لائق شاگرد بھی ہے، تہجد گذار بھی ہے لیکن ابھی ڈاڑھی مونچھیں نہیں ہیں اور وہ شیخ پر عاشق ہوگیا، اس کو نسبت مع اللہ بھی نصیب ہوگئی لیکن اس شیخ کو پیچش لگی ہے تو وہ کہہ دے کہ تم مجھ سے تنہائی میں نہ ملو، مجمع میں میرا بیان سن لو، میری روح کے اندر علوم ومعرفت کا جو دودھ ہے اس کو پی لو لیکن نفس کا ایک سانپ بھی ہمارے ساتھ رہتا ہے اگر وہ قوی ہوجائے تو ممکن ہے کہ وہ سانپ ڈس لے اور تم کو بھی نقصان پہنچے اور ہم کو بھی نقصان پہنچے، دونوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوجائے، لہٰذا ایسی صورتوں سے پرہیز ضروری ہے۔ جس کو پیچش لگی ہو اس کو چاہئے کہ اعلان کردے کہ کوئی کباب میرے قریب نہیں رہے گا، اس لئے کہ مجھے کباب سے عشق ہے، اگر میں کباب دیکھ لیتا ہوں تو میری عقل غائب ہوجاتی ہے، میں فوراً کباب کھاجاتا ہوں، اگر حسین لوگ ہمارے پاس رہیں گے تو ہم ان کو کھاجائیں گے۔

امارد کا فتنہ عورتوں کے فتنے سے اشد ہے

مولوی شبیر علی صاحب نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں ایک بے ریش لڑکے کو کسی کام سے بھیج دیا جہاں حضرت تفسیر بیان القرآن لکھتے تھے، تو حضرت فوراً نیچے اتر آئے اور فرمایا مولوی شبیر علی!

میرے پاس تنہائی میں کبھی لڑکوں کومت بھیجا کرو، کیونکہ اکیلے میں عورت کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے لیکن لڑکے کے ساتھ ڈبل شیطان ہوتے ہیں، عورت کے ساتھ ایک شیطان اورلڑکوں کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور لڑکوں کا فتنہ عورتوں سے شدید ہے کیونکہ عورت تو خود بھی ڈرتی ہے کہ کہیں حمل ہو گیا اور شوہر نہیں ہے تو بدنامی ہوگی، دوسرا یہ کہ آدمی عورت کے پاس بیٹھ کر اِدھر اُدھر دیکھتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ دیکھو فلاں آدمی فلاں عورت سے بات کرتا ہے اورلڑکوں کے بارے میں یہ خطرہ نہیں ہوتا، چنانچہ اس پر شفقت سے ہاتھ پھیر رہا ہے، کوئی کم عمر ملازم رکھ لیا وہ جوتے بھی پالش کرر ہا ہے اور اس کی ہر قسم کی بری آرزو بھی پوری کرر ہا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں کہ بڑے مہربان سیٹھ ہیں، یتیموں کا، غریبوں کا بڑا خیال رکھتے ہیں، اس کو پڑھا بھی دیا، میٹرک بھی کرادیا، داخلہ فیس بھی ادا کررہے ہیں لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ اللہ کے لئے کررہے ہیں یا اپنے نفس کے لئے کررہے ہیں۔

نفس پرستی بصورت شفقت

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعضے استادوں نے کہا کہ بیٹا! تم بہت اچھا سبق یاد کرتے ہو، تم میرے گھر پر بھی آجایا کروتا کہ میں تمہیں جلدی سے حافظ بنادوں، تھوڑا سا سبق ہمیں وہاں بھی سنایا کرو، حضرت فرماتے ہیں کہ اس کے پاس دس لڑکے اور بھی تھے ان پر یہ مہربانی کیوں نہیں کی؟ اسی حسین لڑکے پر اتنی محبت کیوں برس رہی ہے؟ آخر باقی بھی تو امت کے بچے ہیں، وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، ہر ایک کو سبق سننے کے لئے گھر کیوں نہیں بلایا؟ کہ میاں! تم رات کو آؤ ہم تمہارا آدھا پارہ اور سنیں گے۔ معلوم ہوا کہ یہاں نفس کی آمیزش اور نفس کی سازش ہے، لہٰذا آہستہ آہستہ معاملہ بڑھ

جائے گا اور ایک دن منہ کالا ہوجائے گا، اس سے گناہ میں مبتلا ہوجائے گا، عشق آہستہ آہستہ سرایت کرتا ہے، جب کسی حسین کو دیکھ لیا تو مجاہدہ شدید ہوجاتا ہے، جب اسٹاپ پر کسی حسین پر پہلی نظر مارتا ہے تو پھر کیماڑی تک ہر اسٹاپ پر نظر مارتا چلا جاتا ہے، نفس کی بریک فیل ہوجاتی ہے لیکن اگر پہلے اسٹاپ پر ہی ہمت سے کام لے کر نگاہ بچالے تو ہر اسٹاپ پر تقویٰ سے گذر جائے گا، ورنہ گناہوں سے کبھی پیٹ نہیں بھرے گا۔

یاد رکھو! گناہوں سے کبھی پیٹ نہیں بھرتا، گناہ سے آگ میں آگ لگتی چلی جاتی ہے، نفس کا دوزخ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے سکون پاتا ہے، چنانچہ جب کبھی گناہوں کی طرف میلان ہو تو فوراً اللہ پاک کی یاد میں لگ جاؤ اور گناہ کے اسباب کو دور کردو یا خود ان سے دور ہوجاؤ، ہاتھی کتنا بھاری جسم کا ہے لیکن اگر کیچڑ زیادہ ہو تو ہاتھی بھی پھسل جاتا ہے، جب انسان لڑکیوں میں رہے گا، لڑکیوں کو پی اے بنائے گا تو بے پئے پئے رہے گا، بغیر پئے ہوئے نشہ میں رہے گا اور اگر خوبصورت لڑکوں کو اپنا ملازم رکھے گا، کرسی صاف کرنے کے لئے، کھانا کھلانے کے لئے تو اس کے فتنہ سے بچ نہیں سکتا، کیونکہ لڑکوں کا فتنہ عورتوں کے فتنہ سے زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی قسم کہیں نہیں کھائی سوائے حضرت لوط علیہ السلام کی خبیث قوم کے مقابلہ میں:

﴿لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۝﴾

(سورۃ الحجر، آیت:۷۲)

اے نبی آپ کی زندگی کی قسم اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ وہ اپنے نشہ میں پاگل ہورہے تھے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں اب مجھے ایک اِشکال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی قسم پورے قرآن میں کہیں نہیں کھائی اور کھائی تو بدمعاشوں کے مقابلہ پر جو لڑکوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہیں۔ تو میں نے کئی تفسیریں دیکھیں مگر اس کا جواب کہیں نہیں ملا، کسی مفسّر نے اس اِشکال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے خدا! آپ نے قرآن میں نازل کیا ہے کہ یہ آپ کا کلام ہے، لہٰذا آپ ہی اپنی رحمت سے اس اِشکال کا کوئی حل میرے دل کو عطا فرما دیجئے۔ تو دل میں یہ جواب آیا کہ قریشِ مکہ کبر کے نشہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چراغ بجھانا چاہتے تھے، قریش مکہ تکبر کے نشے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغِ نبوت بجھانا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زندگی کی قسم اس لیے کھائی کہ اے نبی آپ کی زندگی کی قسم قومِ لوط شہوت کے غلبہ میں، شہوت کے نشے سے مدہوش ہو کر حضرت لوط علیہ السلام کی نبوت کا چراغ بجھانا چاہ رہے تھے اور ان کے ساتھ گستاخی کر رہے تھے لیکن ہم نے اُس قوم پر عذاب نازل کیا اور ان کو نیست و نابود کر دیا۔ تو جیسے اُن پر شہوت کا بھوت سوار تھا اسی طرح مشرکینِ مکہ پر تکبر کا بھوت سوار ہے، جیسے ہم نے اُس قوم کو برباد کیا اِنہیں بھی برباد کر دیں گے، لہٰذا آپ کوئی فکر نہ کریں۔ تو یہ ہے وجہ اس موقع پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کی قسم کھانے کی کہ قومِ لوط پر شہوت کا نشہ تھا اور قومِ قریش پر تکبر کا نشہ تھا یہ جاہی تھے وہ باہی تھے، نشہ دونوں میں مشترک تھا۔

بدفعلی کا عذاب

تو بات سمجھ میں آئی اور جب علماء پر پیش کیا تو انہوں نے تسلیم کیا کہ

یہ بات صحیح ہے۔ اب اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اتنا بڑا عذاب کسی فعل پر نہیں نازل ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام چھ شہروں والی چھ لاکھ کی بستی اٹھا کر آسمان پر لے گئے، حضرت جبرئیل علیہ السلام کے چھ سو بازو ہیں، ان میں سے ایک بازو کا بھی پورا زور نہیں لگایا، تھوڑا سا زور لگایا اور ایک ایک لاکھ کی چھ بستیوں کو اٹھا کر آسمان تک لے گئے۔ علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آسمان کے فرشتوں نے ان بستیوں کے گدھوں اور مرغوں کی آواز سنی کیونکہ وہ بستیاں آسمان کے بالکل قریب ہوگئی تھیں پھر انہیں اتنے اوپر سے اُلٹ دیا، اُلٹنے کے بعد جب پتنگ کی طرح گرے تو اللہ نے ان کے اوپر پتھر بھی برسائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو انتہائی غضب آیا تھا ورنہ جب زمین الٹی گئی تو کوئی زندہ نہیں رہ سکتا تھا، لاکھوں میل اوپر سے جب زمین اُلٹی گئی تو سب گر کر مر گئے تھے پھر ان مردہ لوگوں پر، ایک ایک پر پتھر بھی برسایا گیا جن پر ان کا نام لکھا ہوا تھا:

﴿قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ○ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ○ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ○﴾

(سورۃ الذاریات، آیات ۳۲ تا ۳۴)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، جس قوم کا نام ہی مجرم ہے، آپ اس جرم کا نام عشق بازی سمجھتے ہو، کہتے ہو کہ مجھے فلاں لڑکے سے محبت ہوگئی، پیار ہو گیا، کیا تم مجرم قوم کے جرم کو الفاظوں سے بدل سکتے ہو؟ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ تو فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں تا کہ ہم ان پر پتھر برسائیں۔ اب اس کے بعد دیکھئے کہ ان کی کیا حالت ہوئی؟ آج اس قوم کا نام ونشان تک

نہیں ہے، وہاں ایسا پانی ہے جس میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا، لہٰذا اطباء لکھتے ہیں کہ اس قسم کا فعل کرنے والوں پر مالیخولیا یعنی اوہام اور وساوس کا غلبہ رہتا ہے اور آخر میں جنون ہوجاتا ہے۔ اگر توبہ نہ کی تو جو لوگ لڑکوں کے ساتھ برا فعل کرتے ہیں ان کو تین چار امراض ضرور ہوتے ہیں، آج کل تو ایڈز کی بیماری بھی چل رہی ہے، ورنہ اوہام کی بیماری جس کا نام مالیخولیا ہے جس میں دماغی توازن صحیح نہیں رہتا اور آخر میں جنون یعنی پاگل پن ہوجاتا ہے۔ یہ اللہ کا عذاب ہے کہ دل اُلٹ جاتا ہے۔

فی زمانہ گناہوں کا عذاب دلوں پر آتا ہے

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُس زمانہ میں تو بستی اُلٹ دی گئی تھی، اب دل کی بستی اُلٹ دی جاتی ہے، دل برباد ہوجاتا ہے ہر وقت وسوسے پریشان کرتے رہتے ہیں، یہ بھی تو ایک عذاب ہے۔ بس اس سے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ گناہ کے اسباب کو دور رکھو، جیسے سانپ سے بھاگتے ہو کہ جان لے لے گا ایسے ہی حسینوں سے بھاگو کہ یہ ایمان لے لیتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی پابندی بہت ضروری ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرے گا تو دل میں اندھیرا رہے گا پھر اندھیرے پر اندھیرا چڑھنا آسان ہے، اور اگر دل میں اُجالا ہوگا تو اگر ذرا سی بدنظری ہوجائے گی تو دل میں پریشانی آئے گی جس کی وجہ سے فوراً توفیقِ توبہ نصیب ہوجائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا ایک عاشقانہ انداز

آج میں ایک نئی بات عرض کرتا ہوں، جو آج ہی دل میں آئی ہے، یہ بھی آپ حضرات کی برکت ہے۔ تو وہ نیا مضمون یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے

ساتھ کوئی نیکی کردے مثلاً اُس کے سر میں شدید درد تھا، اِس نے دبا دیا، سر میں تیل کی مالش کردی اور اس کا درد دور ہوگیا۔ یا کسی پر شدید قرضہ ہے اس نے کہا کہ آپ ایک لاکھ روپیہ لیجئے اور اپنا قرض ادا کر لیجئے، بہر حال کسی نے کوئی بھی احسان کرکے والدین کا، شیخ کا دل خوش کردیا تو وہ پوچھتا ہے کہ بتایئے! آپ کے لئے کس بات کی دعا کریں؟ بتاؤ! کیا مانگتے ہو؟ تو جو ہوشیار عاشق ہوگا وہ کہے گا کہ میں آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں کہ آپ ہم سے کبھی ناراض نہ ہوں، ہمیشہ خوش رہیں۔ اس میں یہ بات پوشیدہ ہے کہ اگر ہم سے کبھی خطا بھی ہوجائے تو آپ ہم کو معافی کی توفیق دے دیجئے۔ لہٰذا اگر کبھی دو رکعت نماز اچھی طرح پڑھنے کی توفیق ہوجائے، کبھی اللہ اللہ کرنے کی توفیق ہوجائے، کبھی آنکھوں سے آنسو بہہ جائیں اور عبادت میں خوب دل لگے تو سمجھ لو کہ آج اللہ تعالیٰ بہت خوش ہیں، ایسے وقت میں یہ دعا مانگ لو۔ اچھا اگر وہ آدمی خوش ہوکر یہ وعدہ کرلے کہ ہاں اطمینان رکھو اب میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا تو اس کی بن گئی یا نہیں؟ تو بندہ بھی اللہ تعالیٰ سے اہتمام سے معافی مانگے کیونکہ معلوم نہیں کہ آئندہ کیا حالت بگڑنے والی ہے، کس گناہ میں ابتلاء ہونے والا ہے۔ تو جب کوئی اچھا عمل ہوجائے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ سے یہ معاملہ رجسٹری کرالو کہ اے ہمارے رب! میں آپ سے یہی ایک دولت مانگتا ہوں کہ آپ ہم سے کبھی ناراض نہ ہوں اور ہم سے ہمیشہ کے لئے راضی ہوجایئے، ہمیں رضائے کامل دے دیں اور ہم سے کبھی ناراض نہ ہوں اور اگر ہم سے کبھی خطا ہوجائے تو توفیقِ توبہ دے کر، ہمیں گناہوں سے پاک صاف کرکے پھر سے خوش ہوجائیں۔ حسنِ خاتمہ اسی کا نام ہے، استقامت علی الدین اسی کا نام ہے۔

صالحین کے مجمع میں دعا مانگنا مستحب ہے

منیٰ، عرفہ، مزدلفہ میں، اہل اللہ کی صحبت میں، بزرگوں کی مجلس میں جہاں صالحین جمع ہوتے ہیں، جیسے میرے یہاں جمعہ کے دن اللہ کے نیک بندے کہاں کہاں سے آتے ہیں تو ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی صالحین کے پاس بیٹھو تو وہاں دعا مانگ لینا مستحب ہے۔ یَسْتَحِبُّ الدُّعَآءُ عِنْدَ حُضُوْرِ الصَّالِحِیْنَ جب صالحین کے حضور میں حاضری ہو تو وہاں دعا مانگ لینا مستحب ہے۔ کیوں؟ اس کی عجیب وغریب وجہ بیان کی ہے

فَاِنَّ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ فَضْلًا عَنْ وُجُوْدِھِمْ وَحُضُوْرِھِمْ

(مرقاۃ باب الدعوات المتفرقہ فی الاوقات، ج۸، ص۳۰۰)

صالحین کے تذکروں سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، چہ جائیکہ جہاں خود صالحین موجود ہوں۔

تو اللہ سے اللہ کو مانگ لو، اس میں اصلاح بھی داخل ہے، تقویٰ بھی داخل ہے، ساری محبتیں داخل ہیں، جب معزز مہمان یا بادشاہ کسی کے یہاں جائے گا تو کیا گھر گندا رہنے دے گا؟ وہ خود ہی جمعدار بھیجے گا کہ وہ میرا غریب دوست ہے، اس کے پاس جمعدار کو دینے کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں تو وہ خود ہی گھر صاف کرالے گا۔ تو جس کو اللہ ملتا ہے، اللہ تعالیٰ جس کے دل کو اپنی دوستی کے لئے قبول فرمالیتے ہیں تو اس کے دل کے تزکیہ کو اپنے ذمہ لے لیتے ہیں، اس کے قلب کے گوشے گوشے کی صفائی کردیتے ہیں۔ بس اللہ ہمارا دل بھی قبول کرلیں اور چونکہ اللہ کریم ہیں اس لئے نااہل دل کو بھی قبول کرلیتے ہیں کیونکہ کریم کے معنی ہیں نالائقوں پر فضل کرنے والا۔ تو یہی کہہ دو کہ اے خدا! میرا دل نالائق ہے، نااہل ہے مگر آپ کریم ہیں اس لئے آپ اپنے کرم سے ہمارے نااہل دل کو اپنے لئے قبول کرلیجئے اور اس کو ویسا بنادیجئے جیسا آپ چاہتے ہیں۔

مرا حسب مرادِ خویش گرداں
دلم را محوِ یادِ خویش گرداں

میرے دل کو اپنی یاد میں محو کر دیجئے اور مجھ کو اپنی مرضی کے مطابق بنا دیجئے، جیسا آپ چاہتے ہیں اپنی ویسی بندگی مجھے دے دیجئے، میری زندگی اپنی مرضی کے مطابق بنا دیجئے، میری زندگی کو اپنی مرضی کے مطابق بندگی عطا فرما دیجئے اور جس طریقہ سے آپ کو ہماری اصلاح منظور ہو، ویسا ہمیں اپنے کو بنانے کی توفیق دے دیجئے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو ترے قابل بنانا ہے مجھے

ہر خونِ آرزو پر اللہ اپنی ذات کو بطور خوں بہا دیتا ہے، دنیا والے تو خوں بہا کے بدلہ میں پیسہ دیتے ہیں، کوئی اپنی جان نہیں دیتا، اپنے کو نہیں دیتا، کہتے ہیں کہ تمہارے بچے کا قتل ہو گیا یہ لو دو لاکھ روپے لیکن شکستِ آرزو پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو پیش کیا، نفس کے مقابلہ میں جو غم آئے گا، بری خواہش کو چھوڑنے سے دل پر جو غم آئے گا اس کو برداشت کرو:

﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۱۵۳)

صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے۔

صبر کی تین اقسام

لیکن اب صبر کی تفسیر بھی سن لیجئے، صاحبِ تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ صابرین کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہیں مگر صبر کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

صبر کی پہلی قسم

(۱)......اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَۃِ جو عبادت کر رہے ہو اس پر قائم رہو، یہ نہیں کہ کچھ دن تو تلاوت اور ذکر کیا پھر تین چار دن بعد سب چھوڑ چھاڑ کے بیٹھ گئے، تین چار دن لا الٰہ الا اللہ کی ضربیں لگائیں اور پھر ہفتوں مہینوں غائب ہو گئے، یہ صبر کے خلاف ہے، پھر اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت کیسے نصیب ہوگی؟ لٰہذا شیخ جو عبادت جو نفل بتادے اس پر پابندی سے قائم رہو، کچھ بھی ہو جائے اس میں ناغہ مت کرو، اس معاملہ میں دوست احباب کی کوئی پروا نہ کرو، دوست بیٹھے ہوئے ہیں تو بھی لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگاتے رہو، شاید انہیں بھی توفیق ہو جائے، اگر کوئی خصوصی مہمان مثلاً اپنے شیخ آگئے یا باہر کے کوئی مہمان آگئے یا کوئی اہم معاملہ ہو گیا تو اس کو کسی اور وقت پورا کر لو لیکن ناغہ نہیں ہونا چاہیے۔

صبر کی دوسری قسم

(۲)......اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَۃِ مصیبت میں صبر کرنا یعنی تسلیم و رضا سے کام لینا، ناراضگی اور شکایت نہ ہو کہ اللہ میاں سے اتنا مانگا تھا کہ فلاں کام ہو جائے اور پھر بھی وہی پارٹی جیت گئی یا پھر بھی وہی بیماری آگئی یا جس بلا سے پناہ مانگی تھی وہی بلا آگئی۔ تو ہمارا کام تدبیر اور دعا کرنا ہے اور آخر میں تسلیم و رضا سے کام لینا ہے۔ تو یہ تین کام کرنے ہیں، تدبیر، دعا اس کے بعد آخر میں تسلیم و رضا یعنی اللہ جس حالت میں رکھے اس میں راضی رہو، اس کے سوا ہمارے ذمہ کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل کرنے کے نسخے بتا رہا ہوں۔

صبر کی تیسری قسم

(۳)......اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ معصیت یعنی گناہوں سے بچنے میں جو غم بھی

آئے، جو بھی پریشانی آئے کیونکہ جو انسان برائی کا عادی ہوتا ہے تو اس سے وہ برائی بڑی مشکل سے چھوٹتی ہے، جس کو بدنظری کی عادت ہے، حسینوں کے ساتھ بدفعلی کی عادت ہے، یہ پوری جان کی بازی لگادے اور بازی لگانے کے بعد بھی کبھی کبھی نفس ہیرا پھیری کرلیتا ہے۔ جیسے ایک جوتا چور نے چوری سے توبہ کی لیکن حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی مسجد میں نمازیوں کے جوتے اِدھر اُدھر کردیتا تھا۔ لوگوں نے شکایت کی کہ حضرت! پتہ نہیں خانقاہ میں کون آ گیا ہے، ہم جوتا یہاں اتارتے ہیں تو وہاں پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ آدمی پکڑا گیا تو حضرت نے اس کو بلا کر فرمایا کہ تم تو بیعت ہو گئے ہو، توبہ کرلی ہے، پھر یہ حرکت کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ حضرت! چوری سے توبہ کی ہے، جب چوری کا شدید تقاضا ہوتا ہے تو تھوڑی سی ہیرا پھیری کرلیتا ہوں، اس لئے کہ اگر ہیرا پھیری نہ کروں تو پھر سے چوری کرنے لگوں گا۔ تو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خبردار! اس کو کچھ نہ کہو، اس کی ہیرا پھیری کو تھوڑا سا برداشت کرلو کیونکہ یہ چوری سے تو کم درجہ کی نالائقی ہے، یہ جوتے غائب تو نہیں کرتا ہے مل تو جاتا ہے، بس آپ تلاش کرنے کی تھوڑی سی زحمت برداشت کرلیں، پھر ان شاء اللہ یہ ہیرا پھیری بھی چھوٹ جائے گی۔

ذکر اللہ کی برکت

تو جو انسان اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہمت کرلیتا ہے کہ گناہ نہیں کرنا ہے، خدا کو ناراض نہیں کرنا ہے، گناہ نہ کرنے سے اگر جان جاتی ہے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں، تو نفس چند دن تو ہیرا پھیری کرے گا پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آخر میں ایک دن ایسا آئے گا کہ نفس ہیرا پھیری سے بھی باز آجائے گا کیونکہ جب قلب و جاں اللہ سے چپکتے چلے جاتے ہیں تو گناہوں کی تعداد کم ہونے لگتی

ہے، ہمارے قلب وجان جتنے زیادہ اللہ کی ذات سے چپکتے چلے جاتے ہیں، طاعات اور ذکر اللہ کی برکت سے اور اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے تو اتنا ہی گناہوں کی تعداد کم ہونے لگتی ہے۔ نفس وشیطان تو چاہتے ہیں کہ اس کا دل اکھڑ جائے مگر وہ اللہ سے ایسا چپک چکا ہے کہ گناہوں میں وہ اپنی موت دیکھتا ہے، جب اس کو گناہوں میں اپنی موت نظر آئے گی پھر وہ گناہ کی طرف جانے کی کوشش کرے گا؟ اگر اس کو نفس تاؤ دکھائے بھی کہ نہیں آج تو گناہ کر ہی لے تو بھی اس کا دل اکھڑنا مشکل ہوجاتا ہے کیونکہ دل کی جڑیں گہری ہوچکی ہیں، دل وجاں اللہ سے چپک چکے ہیں اور اس کو گناہ میں موت نظر آتی ہے، جب دیکھتا ہے کہ اِدھر گناہ چھوڑنے کا بخار یعنی غم ہے اور اُدھر موت ہے تو وہ بخار پر ہی راضی ہوجاتا ہے، ذکر اللہ کی برکت یہ ہوتی ہے۔

مؤمن کامل کی علامت

جب انسان صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے اور اس کا تعلق مع اللہ قوی ہوجاتا ہے پھر اسے گناہ میں اپنی موت نظر آتی ہے، بدحواسی اور پریشانی نظر آتی ہے اور جس کو گناہ میں پریشانی نہ محسوس ہو تو یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ:

((اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَآءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ))

(مشکاۃ المصابیح، کتابُ الایمان، ص:۱۶)

جب تم کو نیکی خوش کردے اور برائی غمگین کردے تو سمجھ لو فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ تم مومن ہو۔ لیکن اللہ پناہ میں رکھے جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے تو گناہ کرتے کرتے اس کے اتنے عادی ہوجاتے ہیں کہ گناہ کرکے ڈکار بھی نہیں لیتے۔ اگر یہ صاحبِ نسبت ہے تو اسے گناہ کے بعد نیند نہیں آسکتی، جو شخص گناہ کرکے بغیر توبہ کیسے سوجاتا ہے

تو یہ بہت خطرناک حالت ہے۔ اور اگر اس شخص پر نیند حرام ہو جائے اور بغیر توبہ اور استغفار کیے اور خوب روئے بغیر اس کو نیند نہ آئے تو سمجھ لو کہ اس کا معاملہ ابھی صحیح ہے۔ اور ایک وہ آدمی ہے کہ جو چاہے کرے پھر خراٹے مار کر سوئے، یہ دلیل ہے کہ اس کا یہ مرض بہت خطرناک ہے۔ لیکن مایوسی اس کے لئے بھی نہیں ہے، جب آہستہ آہستہ گناہ چھوڑے گا، آہستہ آہستہ عادت کم کرے گا اور دل میں اللہ کے ذکر کا نور اور چمک آئے گی پھر ان شاء اللہ دل میں حیات آنے لگے گی اور جب دل میں حیات آجائے گی تو جب نفس وشیطان اس کو گناہوں کے جوتے ماریں گے تو وہ اللہ سے چلّائے گا، استغفار کرے گا، کیونکہ مردے کو جوتے پڑتے ہیں تو اسے پتہ ہی نہیں چلتا، ایک مردے کو دس جوتے لگاؤ تو کیا وہ روئے گا چلّائے گا؟ لہٰذا جب دل میں اللہ کے نام سے حیات آئے گی تو وہ گناہ کرنے پر خوب روئے گا، چلّائے گا، اللہ سے استغفار کرے گا۔

آج دور دور سے دوست احباب آئے ہیں اور ظاہر ہے دین کی باتیں سننے کے لئے آتے ہیں تو میرا رب اپنی رحمت سے اس زبان کو قبول کرلے، دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادے، آمین۔ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بِحَقِّ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ، وَبِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ یا اللہ! ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما، حکیم الامت حضرت تھانوی، مولانا ابرارالحق صاحب، مولانا شاہ محمد احمد صاحب اور شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہم اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا ہم نے دامن پکڑا ہے، آپ ان ہی کے وسیلہ ان کے صدقہ میں ہم سب کو بخش دیجئے، معاف

کر دیجئے اور ہم سب کو یا اللہ! تقویٰ پر استقامت نصیب فرما دیجئے، ہمارے قلب وجان کو اپنی ذات پاک سے اس طرح چپکا لیجئے کہ کوئی گناہ اور نفس وشیطان ہمیں آپ سے الگ نہ کرنے پائیں۔ یااللہ! اپنی رحمت سے ہم سب سے راضی ہوجایئے، اپنی ناراضگی اور غضب کو ہم سب سے اٹھا لیجئے، ہماری ہدایت کے لئے اسبابِ غیبیہ پیدا فرما دیجئے۔ یا اللہ! اپنے دستِ کرم کو بڑھایئے، ہمارا تزکیہ فرمایئے، ہم سب کو صاحبِ نسبت، صاحبِ تقویٰ، صاحبِ ایمان ویقین بنا دیجئے۔ یا اللہ! تزکیہ فرما دیجئے، یا اللہ! تزکیہ نصیب فرما دیجئے، یااللہ! ہر برائی سے بچایئے، یااللہ! ہر گناہ سے بچایئے، یااللہ! ملک میں امن وامان قائم فرما دیجئے، جن کی حکمرانی آپ کے نزدیک پسندیدہ ہو ان کو حکمرانی عطا فرمایئے، یااللہ! آپ اہلِ شر کو بھی اہلِ خیر بنانے پر قادر ہیں، یااللہ! شر کو بھی خیر بنا دیں، یااللہ! ہم آپ سے خیر مانگتے ہیں، دونوں جہانوں کی عافیت اور دونوں جہاں کی فلاح مانگتے ہیں، اپنے لئے، اپنے گھر والوں کے لئے، اپنے ان حاضرین دوستوں کے لئے، ان کے گھر والوں کے لئے اور سارے عالم کے مسلمانوں کے لئے۔ اے اللہ! ہم بھیک مانگتے ہیں کہ ہم کو ہر قسم کی ذلت و رسوائی سے بچایئے، یااللہ! نہ دنیا میں رسوا فرمایئے نہ آخرت میں رُسوا فرمایئے، وَلَا تُعَذِّبْنَا فَاِنَّكَ عَلَيْنَا قَادِرٌ یااللہ! آپ ہم سب کو رسوائی سے بچا لیجئے کہ آپ ہم سب کے حالات سے باخبر ہیں، یہاں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا فَاِنَّكَ بِنَا عَالِمٌ اور فَاِنَّكَ عَلَيْنَا قَادِرٌ یعنی ہم سب پر عذاب نازل نہ کیجئے کہ آپ کو ہم سب پر پوری پوری قدرت حاصل ہے، اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں معاف کر دیجئے، پاک کر دیجئے، اپنا بنا لیجئے، اپنا محبوب ومقبول بنا لیجئے، استقامت نصیب فرما دیجئے، گناہوں سے طبعی نفرت بھی عطا فرما دیجئے، کراہیت عطا فرما دیجئے، ایمان کو ہمارے دلوں میں محبوب اور مزیّن فرما دیجئے۔ یااللہ! ایمان کو

بچا لیجئے، دین کو بچا لیجئے، گناہوں سے نفرت اور کراہت عطا فرما دیجئے اور اسبابِ معصیت کو ہم سے اتنا دور فرما دیجئے جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

دیگر ملفوظات

ترکِ معصیت اور سکونِ قلب کا عالم

ارشاد فرمایا کہ کسی کو روزی میں کمی ہوگئی، دکان میں آمدنی کم ہوگئی تو یہ ''حوادثِ دنیویہ'' کہلاتے ہیں اور ایک ''حوادثِ روحانیہ'' ہیں کہ کسی گناہ کی عادت پڑگئی، ہر وقت بدنگاہی کو دل چاہتا ہے یا کسی سے ناجائز عشق ہوگیا اور بار بار گناہ کا تقاضا ہوتا ہے۔ تو جس گناہ کی عادت پرانی ہوجاتی ہے، اس کو چھوڑنے میں بہت مصیبت ہوتی ہے، نفس اس گناہ کا عادی ہوجاتا ہے، جیسے کوئی دس سال تمبا کو کھا کر چھوڑے تو اس کو منہ میں بدبو معلوم ہوتی ہے، ذائقہ بھی پھیکا رہتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں تمبا کو نہیں کھاؤں گا تو زندگی بے کیف ہوجائے گی۔

ایک صاحب نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمبا کو چھوڑا ہے تو اب مسوڑھے دانت چھوڑ دیں گے۔ اس پر فرمایا کہ میں نے بھی بارہ سال تمبا کو کھا کر چھوڑ دیا، کچھ دن تو ایسا ہی محسوس ہوا جیسے آپ کہہ رہے ہیں لیکن الحمدللہ اب دل بالکل باغ باغ ہے۔ ایسے ہی گناہ چھوڑنے میں کچھ دن تو بے کیف

معلوم ہوتے ہیں بعد میں جنت کی بہاریں ملتی ہیں، اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں دوزخ سے نکالا گیا ہوں، جو گناہ سے نجات پا جاتا ہے اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے، اتنا مزہ، اتنا سکون ملتا ہے کہ جیسے اس کو دوزخ کی آگ سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا گیا ہے کیونکہ گناہ میں تو آگ ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں نور ہے ، نار اور نور میں کتنا فرق ہے، وہ ناری زندگی ہے اور یہ نوری زندگی لیکن دونوں حوادث میں خواہ روحانی ہوں یا جسمانی اگر انسان کو اللہ کی یاد کی توفیق ہوجائے ،جس کشتی کے ناخدا کو یا خدا کہنے کی توفیق ہوجائے تو وہ طوفانوں میں بھی باخدا ہوجائے گا۔ جس کشتی کا ناخدا یعنی ملاح بار بار کہہ دے کہ یا خدا! بچانا۔ ہر طرف طوفان ہی طوفان نظر آرہا ہے، تو ان شاء اللہ جب کثرت سے یا خدا یا خدا کہے گا تو باخدا ہوجائے گا۔ ایسے ہی جب انسان کے دل میں ہر وقت گناہ کے تقاضے آرہے ہیں تو آدمی دو رکعات پڑھ کر بزرگوں کے پاس جاتا ہے تاکہ ہماری اصلاح ہوجائے، دعائیں مانگتا ہے، اللہ سے روتا ہے کہ یا اللہ! عافیت فرمائیں۔

گناہوں میں ذلت ہی ملے گی

خصوصاً جو لوگ ڈاڑھی رکھے ہوئے ہیں، بازِ شاہی کی شکل میں ہیں لیکن خصلت وہی چوہے والی ہے، ڈاڑھی رکھنے کے بعد وہ صورتاً بازِ شاہی معلوم ہوتا ہے یعنی اللہ والا لگتا ہے، لمبا کرتا بھی ہے، ہاتھ میں تسبیح بھی ہے لیکن اس کی پرانی عادت چوہوں والی، موش والی ہے، خوئے موش ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

باز اشہب را چو باشد خوئے موش
ننگِ موشاں باشد و عارِ وحوش

اگر بازشاہی کو چوہے والی روٹی چرانے کی بری عادتیں ہوں یعنی حسینوں سے حرام نظر مار کر حرام لذت حاصل کرلی، یہ اس کا روٹی چرانا ہے، تو اس کی یہ حرکت یہ موشوں کے لئے بھی بدنامی کا باعث ہے یعنی اس کو دیکھ کر چوہے بھی شرما جائیں گے کہ ظالم ہم تو چوہے تھے مگر تو تو بازِ شاہی تھا، تجھے روٹی چرانے کی کیا ضرورت آپڑی، تُو تو بادشاہ کی کلائی پر بیٹھتا ہے، بادشاہ کا مقرب تھا۔

ننگِ موشاں باشد و عارِ وحوش

سارے جانور اس پر تھوکیں گے۔ اسی طرح جب ڈاڑھی رکھ کر لمبے کرتے میں انسان کوئی گناہ یا ناجائز کام بدنظری وغیرہ کرتا ہے تو عورتیں بھی تھوکتی ہیں، آپس میں کہتی ہیں کہ دیکھو یہ کیسا ملّا ہے۔ میں کانپور کی ایک گلی سے جارہا تھا تو ایک مولوی صاحب بھی اُدھر سے جارہے تھے، وہ گلی پتلی سی تھی، ایک عورت گلی کے اِس طرف اور ایک عورت اُس طرف کھڑی باتیں کررہی تھیں اور بیچ میں سے مولوی صاحب دیکھتے ہوئے گذر گئے، ان کو بدنظری کی خراب عادت تھی اور پرانی عادت اتنی آسانی سے کہاں جاتی ہے، ظاہری شکل بنانے سے باطن تھوڑی درست ہوتا ہے، باطن بنانے کے لئے تو بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، لہٰذا وہ عورتوں کو دیکھتے ہوئے چلا گیا، ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا کہ اے بہن! ایک ملّا تجھے دیکھتا جارہا تھا، مولوی صاحب نے اس کی بات سن لی اور مارے شرم کے پانی پانی ہوگئے، پسینے آگئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ! آپ نے ہم کو صالحین کی صورت دے دی، صورت تو ہم نے بنالی، اس کی روح آپ ڈال دیجئے۔

حکایت

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ

ایک بادشاہ کو اطلاع ملی کہ ایک آدمی رات بھر شراب پی کر اور اپنے معشوق سے منہ کالا کر کے مدہوش پڑا ہے، بادشاہ اس کے گھر گیا تو اسے گناہ میں مبتلا پایا، وہاں گناہوں کے اسباب بھی پائے گئے تھے، شراب کا پیالہ بھی پڑا ہوا تھا اور اس کا معشوق بھی بیٹھا ہوا تھا تو اسے ایسی حالت میں سوتے ہوئے پکڑا۔ رات بھر گناہ کرنے کے بعد آدمی دن بھر سوتا ہے، وی سی آر دیکھنے والوں کو دیکھ لو رات دو دو بجے تک نہیں سوتے، جو دو بجے تک جاگے گا وہ فجر کی نماز کیا پڑھے گا، کوئی اللہ والا کسی نیک کام کے لئے جاگے تو ان شاء اللہ تہجد بھی مل جائے گی اور فجر بھی پڑھ لے گا لیکن لوگ آج جس کام کے لئے جاگ رہے ہیں تو انہیں فجر کہاں نصیب ہوتی ہے الا ماشاء اللہ۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے خلیفہ ہیں، سلسلہ سہروردیہ کے پہلے خلیفہ ہیں، ان کے پیر کا نام شیخ شہاب الدین سہروردی ہے، یہ اپنے پیر کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔

مرا پیر دانائے فرخ شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب

میرا پیر دانا ہے، عقلمند ہے نادان نہیں ہے، اور وہ اپنے چمک دار چہرے سے مجھے دو نصیحتیں کرتے تھے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی دو نصیحتیں

یکے آں کہ بر غیر بد بیں مباش
دگر آں کہ برخویش خود بیں مباش

پہلی نصیحت یہ کہ کسی کو بری نظر سے مت دیکھو، بدگمانی کی نظر سے مت دیکھو، سب کو اپنے سے اچھا سمجھو، دوسری نصیحت یہ فرماتے تھے کہ اپنے کو اچھی نظر سے مت

دیکھو، خود بینی مت کرو، اپنے کو بڑا مت سمجھو، جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے خدا کی نظر میں گھٹیا ہو جاتا ہے اور جو اپنے کو گھٹیا سمجھتا ہے اللہ کی نظر میں بڑھیا ہو جاتا ہے۔

یہ جملہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جب بندہ اپنی نظر میں برا ہوتا ہے تو اللہ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے تو اللہ کی نظر میں برا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اپنی کوئی بات اچھی لگے تو فوراً کہو کہ یا اللہ! سارا معاملہ آپ کی قبولیت کا ہے، قیامت کے دن جب آپ قبول فرمالیں گے کہ اے میرے بندہ! میں تم سے راضی ہوں، وہ وقت خوشی منانے کا ہے، یہاں تو امید اور خوف کے درمیان رہنا چاہیے۔

تو سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہِ وقت پولیس اور ہتھکڑی کے ساتھ آیا اور جب اس کو جگایا گیا کہ دیکھو بادشاہ اور پولیس کھڑی ہے تو وہ سٹپٹا گیا، بادشاہ نے کہا کہ کمبخت تو ابھی تک سو رہا ہے، تو نے فجر کی نماز بھی نہیں پڑھی، اس نے فوراً بادشاہ سے پوچھا آفتاب برآمد؟ کیا آفتاب اُتر آیا؟، سلطانِ ما آفتاب برآمد؟ اے میرے بادشاہ کیا آفتاب نکل آیا؟ اس نے کہا کہ بے وقوف کیا پوچھتا ہے، یہ دھوپ کمرے میں جھانک رہی ہے، دیکھتا نہیں ہے، نظر نہیں آتی۔ پھر اس نے دوسرا سوال کیا از مشرق برآمد یا مغرب برآمد؟ یعنی سورج کدھر سے نکلا ہے مشرق سے یا مغرب سے؟ تو بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا اور اس نے کہا کہ مشرق سے نکلا ہے، مغرب سے کیسے نکلے گا؟ اس نے کہا کہ پھر ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اگر مغرب سے نکلتا تو بے شک اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا۔ تو بادشاہ نے کہا کہ تمہاری سزا یہ ہے کہ تم کو کسی بلند مقام پر چڑھا کر بلندی سے نیچے دھکیل دیا جائے تاکہ ہڈیاں چور چور ہو جائیں اور سارے شہر والوں کو نصیحت حاصل ہو جائے کہ اس قسم کے مجرم کو

ایسی سزا دی جاتی ہے، اس نے کہا کہ آپ مجھے سزا دے کر دوسروں کو نصیحت دے رہے ہیں، اس طرح تو شہر میں میرے جیسے اور بھی مجرم ہیں، آپ اُن کو گرا کر مجھے نصیحت کیوں نہیں دیتے؟ آپ جو مجھے گرا کے دوسروں کو نصیحت کا انتظام کررہے ہیں تو اگر شہر میں میرے جرم کی طرح کوئی اور مجرم نہ ہوتا تو بے شک ہم کہتے کہ چونکہ آپ کو کوئی مجرم نہیں مل رہا ہے لہٰذا ہمیں گرا کر کے آپ دوسروں کو سبق دیجئے لیکن اس شہر میں تو میں آپ کو اس طرح کے بہت سے مجرم پیش کرسکتا ہوں لہٰذا آپ کسی اور کو گرا کر ہمیں نصیحت دے دیجئے۔ پس شاہ بخندید و معاف کرد۔ بس بادشاہ ہنس پڑا اور آئندہ باز رہنے کے وعدہ پر اسے معاف کردیا۔

لوازمِ تصوف اتباعِ سنت ہے

ارشاد فرمایا کہ ہر انسان اپنے دو کانوں سے سنتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو جذب کرلیتے ہیں، اپنی طرف کھینچتے ہیں تو اس کے جسم پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال میں کان لگاتے ہیں، وہ ہر بال سے سنتا ہے کہ میرا رب مجھے اپنی طرف بلا رہا ہے ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لئے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اسے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میرا اللہ مجھے کان سے پکڑ کر مسجد لے جارہا ہے، تہجد کے وقت اٹھا رہا ہے، تلاوت کی توفیق دے رہا ہے، پھر وہ ذکر کے بغیر بے چینی محسوس کرتا ہے جیسے تمبا کو پینے والے کو اگر وقت پر تمبا کو نہ ملے تو وہ کہتا ہے کہ میرا منہ پھیکا پھیکا محسوس ہورہا ہے، اس کو اپنی زندگی پھیکی معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح جو ذکر نہیں کرتا ساری دنیا اس کو پیار کرے لیکن اسے اللہ تعالیٰ کا پیار

نصیب نہیں ہے، اگر اسے ذکر کی توفیق نہیں ہوتو اسے وحشت معلوم ہونے لگے گی، اس کا دل گھبرائے گا

کشف وخواب کو زیادہ اہمیت مت دو

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ چیزیں لوازمِ تصوف میں سے نہیں ہیں، لوازمِ تصوف تو اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد اس کے دل میں قائم رہے بس وہ ولی اللہ ہے، ولی کو کوئی خاص خواب آنا ضروری نہیں ہے، بعضوں کو کبھی زندگی میں خواب نظر نہیں آتا۔ ایک شخص روزانہ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے لیکن اس کی زندگی سنت کے خلاف ہے تو وہ رسولِ خدا سے دور ہے اور دوسرا کبھی کوئی خواب نہیں دیکھتا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل کر رہا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے۔ بعض لوگ گھر کے اندر ہیں لیکن درحقیقت گھر سے باہر ہیں اور بعض لوگ گھر سے باہر ہیں لیکن وہ گھر کے اندر ہیں، بعض لوگ کعبہ میں ہیں مگر خدا سے دور ہیں اور بعض لوگ اپنے ملکوں میں ہیں اور اللہ سے قریب ہیں، اصل چیز تو خدا کی رضا ہے۔

تقویٰ پر استقامت ہزار کرامت سے افضل ہے

کچھ بزرگوں کے حالات میں ہے کہ بعض مرتبہ ان کے اعضاء الگ الگ ہوتے محسوس ہوئے ہیں، لہٰذا یہ مسئلہ بتا دیتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر آدمی پوچھے کہ کیا آپ کے اعضاء بھی کبھی الگ ہوئے ہیں، تو یہ بات کمالات میں سے نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تاریخ میں کہیں یہ بات نہیں ملتی، جو چیز خیر القرون میں نہ ہو اس کو زیادہ اہمیت نہیں دینا چاہیے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر کون ولی اللہ ہو سکتا ہے، ان

حضرات نے اللہ پر اپنی جان دی، اپنا سر دیا، اپنا خون دیا، ستّر ستّر صحابہ ایک ہی دن میں شہید ہوکر احد کے دامن میں سو گئے، یہ ہے اصل کمال۔ جب صحابہ شام فتح کرنے گئے تو وہاں کے عیسائیوں نے راستہ کے دونوں طرف حسین لڑکیوں کی قطاریں لگا دیں، اس وقت اعضاء الگ ہونے کا کام نہیں تھا، اس وقت نگاہ نیچی کرنے کا کام تھا، صحابہ کرام نگاہ نیچی کر کے گذر گئے، کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا، ان لڑکیوں نے کہا کہ یہ انسان نہیں فرشتے ہیں، ان کے سامنے ہتھیار ڈال دو، فرشتوں سے کیا جنگ کرو گے۔

تو ایسی چیزیں زیادہ بیان کرنے سے دین گڈمڈ ہو جاتا ہے، پھر جاہل صوفیوں کے چیلے چانٹے اپنے پیر کی یہی کرامات رات دن بیان کرتے رہتے ہیں کہ آج ہمارے پیر ہوا میں اڑ رہے تھے، کل پانی میں بغیر کشتی کے جا رہے تھے اور دعا کر کے فلاں تھانے دار کو ایس پی بنا دیا اور فلاں معاملے میں دعا کر کے مقدمہ جتوا دیا۔ اور معاملہ کیا تھا؟ میں آپ کو بتاتا ہوں، سندھ کے ایک طالبِ علم نے میرے مدرسہ میں داخلہ لے لیا، وہ حفظ کر رہا تھا، تو اس نے کہا کہ میں اندرونِ سندھ جعلی پیروں کی خانقاہوں میں بھی رہا ہوں، میں نے ان خانقاہوں میں دیکھا کہ بادام ڈال کر بھنگ بھی پی جاتی ہے تاکہ خشکی نہ کرے ورنہ قبض ہو جاتا ہے، کیونکہ بھنگ بہت خشک ہوتی ہے، تو بادام وغیرہ ڈال کر کے پہلے ہم کو بھنگ پلاتے تھے، اس طرح انہوں نے ہماری زندگی تباہ کر دی لیکن وہاں کھانے پینے کی اچھی اچھی چیزیں بہت ملتی تھیں۔ تو اس نے بتایا کہ ایک دن تھانے دار چلا آ رہا ہے اور آتے ہی ہاتھ جوڑ کر اس جعلی پیر سے کہتا ہے کہ یہ گائے آپ کے لئے لایا ہوں، آپ میرے لیے دعا کر دیں کہ میں ڈی ایس پی ہو جاؤں۔ اب ہم شاگرد لوگ چھپ چھپ کر ہنستے تھے کہ کیسے بے وقوف لوگ ہیں کہ جو نماز بھی نہیں پڑھتا، خوب چرس بھنگ اڑا رہا ہے، یہ لوگ

اس سے دعائیں کراتے ہیں، لیکن ہمیں خوب بادام دودھ پینے کو ملتا تھا، بڑے مزے تھے، بعد میں اللہ نے مجھ کو ہدایت دی اور میں وہاں سے بھاگ آیا اور توبہ کی۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو ایسے ماحول سے نکل کر اہلِ حق کی طرف آجاتے ہیں پھر اپنی پچھلی زندگی کے بارے میں بتاتے ہیں پہلے کیا کیا ہوتا رہا۔ اب جو لوگ ایسے چرسیوں سے دعائیں کرواتے ہیں تو ان پر ہنسی آئے گی، جو آدمی رات بھر تاش کھیل رہا ہے، نماز بھی نہ پڑھے اور لوگ اس سے رو رو کے دعائیں کروا رہے ہیں، تو ایسے لوگوں کے جو چیلے ہوتے ہیں وہ سب رات جاگتے ہیں اور ہنستے ہیں کہ دیکھو یہ سب کیسے بے وقوف ہیں۔

آہ! ان ظالموں نے اللہ والوں کو دیکھا ہی نہیں، کاش وہ کسی سچے پیر کو پا جاتے تو کہاں سے کہاں پہنچ جاتے۔ اختر اپنے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہے کہ مجھ کو پہلا ہی پیر ایسا اللہ والا دیا جس پر اللہ کی محبت کا رنگ غالب تھا اور محبت اتباعِ سنت ہی کو کہتے ہیں۔ اُس وقت الٰہ آباد میں حکیم الامت حضرت تھانوی کے دو خلفاء مولانا عیسٰی صاحب اور مولانا سراج احمد صاحب موجود تھے، لیکن اللہ نے میرا حصہ اعظم گڑھ میں لکھ رکھا تھا، لہٰذا حضرت عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد جو کیمی پور کے طبیہ کالج میں پڑھتے تھے انہوں نے مجھے حضرت کی ایک ادا ایسی بتائی کہ بس میں اسی پر عاشق ہو گیا کہ حضرت پر عجیب دیوانگی کا عالم طاری رہتا ہے، ''اللہ'' کہتے ہیں تو آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، گریبان کھلا ہوا ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں یعنی ان پر اللہ کی محبت کا ایسا عاشقانہ رنگ بتایا کہ مجھ کو حضرت سے ملنے کا شوق پیدا ہو گیا۔

ولی اللہ کے لئے کشف اور کرامت ضروری نہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت میں یہ بات تھی کہ اتباع سنت بہت تھی، اللہ والوں کو یہ بات بھی دی جاتی ہے مگر یہ ان کے اختیار میں نہیں ہوتی، جب خدا

چاہتا ہے تب کشف ہوتا ہے، جب نہیں چاہتا تو نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر کنویں میں تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو کچھ پتہ نہیں چلا، حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں روتے روتے ان کی آنکھیں سفید ہوگئیں، خدا دیکھ رہا ہے کہ غم سے میرے نبی کی آنکھیں سفید ہوگئیں لیکن کبھی غم بھی پہنچانا ضروری ہوتا ہے۔ یاد رکھئے! تربیت کے لئے، تکمیلِ محبت کے لئے، اصلاحِ نفس کے لئے اور درجات کی بلندی کے لئے کبھی غم بھی ضروری ہوتا ہے، یہاں بھی درجات کی بلندی مقصود تھی کیونکہ وہ نبی تھے۔ تو کس بندہ پر کب کشف کرنا ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں، مثال کے طور پر یہ ہمارے ذمہ ضروری نہیں کہ وہاں ڈھاکہ میں جو ہو رہا ہے مجھے نظر آجائے، اس میں ہمارا آپ کا کوئی فائدہ نہیں ہے، لیکن اگر اللہ کی کوئی مصلحت ہوتی ہے تو وہ اپنے خاص بندہ پر وہاں کے حالات منکشف کر دیتے ہیں، یہ میں کام کی بات بتا رہا ہوں۔

صحبتِ شیخ میں اللہ تعالیٰ سے مانگنا سیکھنا چاہیے

تو جب کبھی حضرت کو پریشانی ہوتی یا کسی دوست کو کوئی غم آتا تھا جیسے حافظ مصطفیٰ صاحب کو ہیضہ ہوگیا تو حضرت کو اطلاع دی گئی، حضرت نے جا کر ندی میں غسل کیا اور فرمایا کہ آج خالی وضو سے کام نہیں چلے گا، اس وقت میرا بہت اہم دوست خطرہ میں ہے، مجھے ڈر لگ رہا ہے کہیں انہیں موت نہ آجائے، ان کی بیماری بہت شدید ہے۔ حضرت کو ان سے بہت محبت تھی، حضرت نے بچپن سے ان کو پالا تھا، حافظ مصطفیٰ چھوٹے سے تھے تب سے وہیں پڑھا۔ تو حضرت نے جا کر غسل کیا، ندی قریب تھی، وہاں غسل کر کے سارے کپڑے دھو کر پہنے، گرمی کا مہینہ تھا، ململ کا کرتا اور لنگی دھو کر صاف کی اور پھر دریا کا کچھ پانی بھی پی لیا اور وہیں دریا میں دعا مانگی پھر آکر مسجد میں دو رکعت پڑھیں اور

بہت روئے، تھوڑی ہی دیر کے بعد سرائے میر سے خبر آ گئی کہ ڈاکٹروں نے امید دِلادی، اب طبیعت ٹھیک ہے۔ بزرگوں سے سیکھنے کی یہ چیز ہے کہ ان سے اللہ سے مانگنا سیکھو، آہ و نالہ سیکھو، اپنی آہ کی پرورش ان کی آہ سے حاصل کرو۔ تو حضرت نے اپنی زندگی کو، اپنی طاقت کو اللہ تعالیٰ کے عشق میں جلا کے خاک کر دیا تھا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عاشقانہ عبادت

ارشاد فرمایا کہ حضرت کے گھر کے سامنے سڑک پار ایک ہندو کا کنواں تھا، کبھی مغرب کے بعد حضرت اس کنویں کے پاس عبادت کر رہے ہیں، سناٹے میں دو دو گھنٹے تلاوت کر رہے ہیں، مجھے ایسا عاشقانہ عبادت کرنے والا آج تک نہیں ملا، جبکہ میں سیاح ہوں، مجھے سفر کے لیے کہاں کہاں جانا ہوتا ہے مگر میں نے ایسی عاشقانہ عبادت کرنے والا کہیں نہیں دیکھا، جو تلاوت اور جو ذکر حضرت کرتے تھے اور جس دل سے اللہ کہتے تھے اور ان کے بے ساختہ جتنے آنسو رواں ہوتے تھے اور جتنا تہجد میں روتے تھے آج تک مجھے اس کی مثال نہیں ملی۔ حضرت دو رکعت سلام پھیرتے ہی سجدہ میں اس طرح گرتے تھے جیسے بچہ ماں کی گود میں کود کر پہنچ جاتا ہے اور جیسے بچہ ماں کو دیر تک نہ پا کر کود کے ماں سے لپٹ جاتا ہے، حضرت سلام پھیرتے ہی سجدہ میں لپک کر ایسے ہی روتے تھے اور دیر تک استغفار کرتے اور اللہ سے نہ جانے کیا کیا مانگتے تھے۔ پاکستان کے لئے بھی حضرت نے بڑی محنت کی، اللہ سے بہت روتے تھے، پاکستان بنانے کے لئے کھل کر مقابلہ کیا۔ پاکستان بن گیا اور ہندوستان میں کانگریس جیت گئی تو حضرت کو دو ماہ کے لیے روپوش ہونا پڑا کیونکہ ادھر حضرت کی گرفتاری کے لئے وارنٹ آ گئے تھے، سیتاپور کے حاجی اختر صاحب حضرت سے بیعت تھے، حضرت ان کے پاس چلے گئے، انہوں نے حضرت کو چپ چاپ چھپالیا۔

اسی طرح الٰہ آباد والے مولانا شاہ محمد احمد صاحب انتہائی سراپا محبت والے بزرگ ہیں، ان کو بھی اللہ کے ساتھ بے انتہا تعلق ہے۔ اور میرے مرشدِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی نہایت اللہ والے ہیں، کیا کہیں ہمارے سب ہی اکابر عجیب تھے۔ تو جو عبادت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی ویسی میں نے کہیں اور نہیں دیکھی، اللہ نے انہیں طاقت بھی دی تھی اور جس طریقہ سے ان کا تلاوت کرنے کا انداز تھا، جب وہ تلاوت کرتے تھے اس وقت انہیں جو دیکھ لیتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ کے سامنے کھڑا اللہ کو دیکھ رہا ہے، حضرت اس طرح تلاوت کرتے تھے جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں، اتنا مزہ پاتے تھے کہ تلاوت کے درمیان درمیان میں اچھل اچھل جاتے تھے ؎

ہے عشق مجھے کس لب شیریں کا الٰہی
گر درد بھی اٹھتا ہے تو میٹھا مرے دل میں

عشقِ شیخ اور مجاہدات

تو میں نے عرض کیا کہ میرے اس زمانہ کے حالات بھی آپ کے سامنے ہیں اور آج کے حالات بھی سامنے ہیں۔ میرے پیر بھائی حبیب الحسن خان شروانی بہت بڑے رئیس اور حضرت کے خلیفہ ہیں، انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے شیخ کے پاس رہتے ہوئے جتنے مجاہدات اٹھا رہے ہو ہم ایک دن بھی یہ برداشت نہیں کر سکتے اور مولانا ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ میں کتابوں میں پڑھا کرتا تھا کہ پہلے زمانے میں لوگ شیخ کی خدمت کس طرح کرتے تھے لیکن اختر کو دیکھ کر مجھے یقین آ گیا کہ لوگ اس طرح اپنے شیخ پر جان دیتے تھے۔

کوئی وہاں میرے شیخ کے ساتھ میری پندرہ سال کی زندگی دیکھتا،

یہاں تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسند لگائے بیٹھا ہوں، لیکن وہاں شیخ کے لئے سر پر برتن رکھ کر کئی کئی میل سے پانی لانا پڑتا تھا، سردیوں میں کپڑے دھونا، سر پر تیل کی مالش کرنا اور حضرت کو اتنا زور سے دبانا پڑتا تھا کہ سخت سردی میں بھی میری پیشانی پسینہ سے تر ہو جاتی تھی کیونکہ حضرت کا جسم پہلوانوں والا تھا اور آخر عمر میں درد بہت رہتا تھا، اور جب قریبی تالاب کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو تقریباً آٹھ نو میل کے فاصلے پرندی سے سر پر برتن رکھ کر پانی لانا پڑتا تھا، اور وہاں کوئی غسل خانہ بھی نہیں تھا، قریب کے تالاب میں نہانا پڑتا تھا، صبح صبح راستہ میں سانپ بھی نظر آتے تھے، سخت سردیوں میں کبھی جوانی میں صبح صبح اس تالاب کے یخ پانی میں نہاتے تھے، اور پانی بچھو کی طرح کاٹتا تھا، وہاں نہ کوئی غسل خانہ تھا نہ گرم پانی کا انتظام تھا، کوئی بیت الخلاء بھی نہیں تھا، کھیت میں جانا پڑتا تھا، بارش کے زمانہ میں اور پریشانی ہوتی تھی جب سارا کھیت جل تھل ہو رہا ہوتا تھا، آج جب وہ عجیب زمانہ یاد آتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ یا اللہ! ان حالات میں کیسے گذر ہوگئی، ہمارے دن کیسے کٹ گئے ؎

ترے غم کے سوا ممکن نہیں تھا
گذرتے دن مری جانِ حزیں کے

اور میرے حاسدین مجھے ہر وقت ستاتے تھے جس کا شکوہ میں زبان پر بھی نہیں لا سکتا تھا۔ دیکھو! میں نے اس زمانہ کے حالات پہ دو اشعار بھی کہے ہیں ؎

جفائیں سہہ کر دعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گذرا اسی طرح سے تمہارے در پر دلِ حزیں کا
نہیں خبر تھی مجھے یہ اخترؔ کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

یہ درد اور شاعری اللہ تعالیٰ کے فضل کا صدقہ ہے، میں دعویٰ نہیں کرتا، ہم کیا اور

ہمارا مجاہدہ کیا، یہ اللہ کی عطا ہی عطا ہے، اس کا فضل اور کرم ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کے سامنے ہمارا مجاہدہ کیا ہے، ہمارے مجاہدات کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے، ان کا کرم ہے جو قبول کرلیں، غیر محدود عظمتوں کا حق ہمارے محدود مجاہدہ سے کیا ادا ہوسکتا ہے اور مجاہدہ بھی انہی کی توفیق سے ہوتا ہے ۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اگر اللہ تعالیٰ شیخ کی اتنی محبت نہ دیتا تو اس طرح ٹھنڈے پانی سے نہانا اور اس طرح کی مشقت سے گھبرا کر ہم وہاں سے بھاگ جاتے، حضرت تو بڑے سخت جان تھے، بڑی عمدہ صحت تھی، سردیوں میں بھی گریبان کے سب بٹن کھلے ہوتے تھے، انہیں تو سردی لگتی ہی نہیں تھی۔ مولانا ابرارالحق صاحب جب آتے تھے تو ان کے لئے گرم پانی کر کے چار چارپائی کھڑی کر کے ان پر چادر ڈال کر عارضی غسل خانہ بنایا جاتا تھا۔ تو حضرت مولانا ابرارالحق صاحب کا ذوق ایسا تھا کہ ہم لوگ ہنستے تھے کہ حضرت ہم تو بغیر گرم پانی تالاب میں چھلانگ لگا کر کود پڑتے تھے اور تیر بھی لیتے تھے، وہاں اعظم گڑھ میں جو تالاب تھا اس کا نام باؤلی تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول فرمالے، آپ لوگوں کی خاطر یہ سب کہہ دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا احسان وکرم اور بزرگوں کی دعائیں ہیں جو آج اللہ نے ایسی عزت دی ہوئی ہے، آپ لوگ اللہ کی اسی نسبت سے آئے ہو، اگر میری ان بزرگوں سے نسبت نہ ہوتی تو میرے پاس کون آتا، میں تو حکیم تھا، گلِ بنفشہ اور گاؤزبان بیچتا اور صبح صبح لوگوں کا قارورہ یعنی پیشاب دیکھتا، کوئی اپنا مرض بتاتا، کوئی پیخانہ لاتا کہ دیکھئے جناب اس میں پیچش کا مادّہ کتنا ہے، تو اللہ نے ان سب باتوں سے جان بچائی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

دوستوں کی خدمت کے لئے یہاں بٹھا دیا۔ جب حضرت مولانا پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت مولانا ابرارالحق صاحب نے مجھ کو لکھا کہ ''ابتدا تا انتہا شیخ کی خدمت مبارک ہو'' اور پھر میں نے حضرت کے غم میں اشعار لکھے، جس میں ایک شعر یہ بھی تھا ؎

اے کہ تو چاک گریباں آمدی
آیت کبریٰ زِ جاناں آمدی

یعنی اے ذاتِ شاہ عبدالغنی آپ اس دنیا میں چاکِ گریباں تشریف لائے، آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نشانی تھے، آپ کا وجود حق تعالیٰ کے وجود پر آیتِ کبریٰ تھا۔ اس کے علاوہ اور اٹھارہ بیس اشعار ہیں ؎

حبذاء اے ارضِ پاکستان ما
کاندرت شد مسکنِ جانان ما

اے پاکستان! اختر تیری زمین کو مبارک باد پیش کرتا ہے کہ میرے محبوب کا مسکن یعنی قبر تیرے اندر موجود ہے ؎

مرحباً اے ارضِ پاپوش نگر
خفتہ در آغوش تو رشکِ قمر

پاپوش نگر کی اے زمین تجھے مبارک ہو کہ تیرے اندر میرا رشکِ قمر سویا ہوا ہے۔ بس کیا کہوں کہ شیخ کی محبت میں آج بھی دل تڑپتا ہے۔ اب زبان مزید بیان سے قاصر ہے لہٰذا ان نالہائے درد پر اپنا بیان ختم کرتا ہوں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ